جناب۔ مولانا محمد حفیظ اللہ پھلواروی۔ کراچی

# خاندان سور کے فرمانروا

# شیر شاہ سوری اور سلیم شاہ

## کا علمی شغف

مسٹر کین نے لکھا ہے کہ کسی حکومت حتیٰ کہ برطانیہ نے بھی اس پٹھان کی سی دانشمندی کا اظہار نہیں کیا۔ مسٹر ڈبلیو کروکس نے لکھا ہے کہ شیر شاہ رعایا کی مرضی پر سلطنت قائم کرنے والا پہلا شخص تھا۔ ——————

فرید خاں سور نے ہمایوں کو شکست دے کر "شیر شاہ" کے لقب سے مسند حکومت ہند و پاک کو رونق بخشی۔ خاندان سور کی حکومت کا بانی یہی شیر شاہ ہے۔

——شیر شاہ نے جون پور میں جو ان دنوں علوم و فنون کا بڑا مرکز تھا، تعلیم پائی۔ یہاں اس نے کافیہ مع حواشی اور عربی صرف و نحو کے چند مختصر دوسرے رسالے اور فارسی میں گلستان بوستان اور سکندر نامہ پڑھے۔ اس کا زیادہ وقت مدرسوں اور خانقاہوں میں گزرتا، جہاں وہ علماء اور صلحاء کی صحبت سے استفادہ کرتا، اور اخلاق حمیدہ کی تحصیل و تہذیب میں مصروف رہتا۔

شیر شاہ کو دینیات اور ادبیات کے علاوہ فلسفہ اور تاریخ سے بھی دلچسپی تھی۔ عباس سروانی کے قول کے مطابق شیر شاہ "کتب سیر ملک ملوک ماضیہ اوقات مطالعہ می کرد۔"

پروفیسر سید حسن عسکری آف پٹنہ کالج کے بیان کے مطابق "پادشاہاں گذشتہ کی تاریخ کا مطالعہ شیر شاہ کے بہت کام آیا۔ جو اچھی باتیں اپنے پیش رؤں کے عہد حکومت میں اس نے کتابوں میں پائیں اسے اپنانے اور حالات زمانہ اور اپنی قوم کے طبائع کے موافق اسے ڈھالنے میں اپنی کوششیں صرف کیں۔

ہندوستان کے مسلمان بادشاہوں میں شیر شاہ جنگ و جدل، فتوحات و توسیع سلطنت

سے زیادہ اپنی سیاسی سوجھ بوجھ، فہم و تدبر، سیاست اور تعمیری صلاحیتوں اور احکام و قوانین، امن و امان کے لئے وحید الزماں اور فقید المثال تھا۔ اس کا مختصر دورِ حکومت نظم و نسق، عالی و زمینی بندوبست، آسودگیٔ رعیت و سپاہ، امنیتِ راہ، امور رفاہ عام، فوجی اصلاحات معموری و ضبط مملکت، دفعیہ ظلم و تعدی، انسداد فسق و فجور، پرہیزگار، علم پروری کے اعتبار سے نہ صرف یادگارِ زمانہ بلکہ آنے والوں کے لئے مشعلِ راہ تھا۔

شیرشاہ نے اپنے اوقات مقرر کر رکھے تھے۔ آخر شب میں بیدار ہوتا، تہجد ادا کرتا، ایک گھڑی تک تعقیبات صلوٰۃ میں مصروف رہتا۔ پھر مختلف شعبوں کے کاغذات دیکھتا اور ان کے سربراہوں کو ہدایتیں دیتا۔ بعد ازاں نماز فجر با جماعت ادا کرتا اور اوراد میں مصروف ہو جاتا۔ اس کے بعد ارکینِ دولت کی پیشی ہوتی۔ نماز اشراق کے بعد عوام کی عرضیاں دیکھتا، اور محتاجوں کی امداد کرتا۔ پھر امراء، واعیانِ دولت و سفراء حکومت و وکلائے سلطنت کی ملی جلی مجلس قائم ہوتی۔ عمال حکومت کی موصول شدہ درخواستیں پیش ہوتیں، ان کے جواب لکھواتا۔ اس کے بعد دسترخوان پر بیٹھتا۔ یہاں اس کے ساتھ علماء و مشائخ بھی ہوتے۔ دورانِ طعام ان سے مختلف موضوعات پر گفتگو بھی کرتا۔ نماز ظہر با جماعت ادا کرنے کے بعد قرآن پاک تلاوت کرتا، پھر سلطنت کے امور پر گفتگو کرتا۔

شیرشاہ پہلا بادشاہ ہے جس نے سلطان علاؤالدین خلجی کے بعد بادشاہی کے قانون وضع کئے اور ان میں اپنے بعد کے آنے والوں کے لئے دستاویز کی صورت میں چھوڑ گیا۔ اس کے ساتھ فوجی قوانین بھی مدوّن کئے اور ان کی تنظیم کے لئے جدید اسلوب وضع کئے۔ اس نے مالی قانون بھی مقرر کئے جن کا تعلق سکہ جات اور دوسرے اقتصادی امور سے تھا۔

شیرشاہ نہایت منصف مزاج بادشاہ تھا، اس کے عدل و انصاف کی ایسی دھاک بیٹھی تھی کہ ایک بڑھیا بھی اگر جنگل میں سونے کا تھال اچھالتی چلتی تو کسی کی مجال نہ تھی کہ اسے ٹیڑھی نگاہ سے دیکھ سکے ــــ یہ شیرشاہ کی عادت تھی کہ جب کبھی کوئی عالم اس کی خدمت میں مددِ معاش کے لئے آتا تو وہ اس سے عموماً "حاشیہ بندی" کے متعلق سوالات کرتا، کیونکہ اسے تاریخ و سیر کی کتابوں سے بہت شغف تھا۔

شیرشاہ نرا سپاہی، منتظم، مدبر اور سیاست داں ہی نہ تھا، بلکہ پاکیزہ ذوقِ سخن بھی رکھتا تھا۔ اور کبھی کبھی برجستہ شعر بھی کہتا تھا۔ چنانچہ جنگ (؟) کے موقع پر جب ہمایوں نے عالم مایوسی میں گھبرا کر اپنا گھوڑا دریا میں ڈال دیا۔ اور ڈوبنے لگا تو اگرچہ سقے نے مدد کی اور دریا پار کرا دیا مگر اسکی پوری فوج تہس

نہیں ہوگئی - بیشتر سپاہی اور سردار غرق دریا ہوگئے - اس عظیم کامیابی نے شیرشاہ کے لئے آگرہ تک راہ صاف کردی - اس موقع پر اس نے برجستہ یہ شعر پڑھا ؎

فرید حسن را تو شاہی دہی ۔۔۔ سپاہ ہمایوں بہ ماہی دہی

اس کے استاد نے اس کی اس طرح اصلاح کی ؎

یکے را برآری و شاہی دہی ۔۔۔ سپاہ ہمایوں بہ ماہی دہی

بڑے بڑے اہل کمال شیرشاہ کے دربار میں موجود تھے - ان میں ملا نظام الدین دانشمند شیخ جلیل مرشد، قاضی فصیح الدین، شیخ عبدالحئی شاعر قابل ذکر ہیں -

شیخ مبارک بنارسی جو اپنے عہد کے ممتاز محدث تھے، شیرشاہ کے دربار میں عہدۂ وزارت پر مامور تھے - شیخ بدہ بہاری استاد فاضل اور طبیب حاذق تھے - شیرشاہ نہایت اعتقاد سے ان کی جوتیاں سیدھی کرتا تھا - انہوں نے قاضی شہاب الدین دولت آبادی کی کتاب ارشاد کی ایک عمدہ شرح لکھی ہے -

ملک محمد جائسی ۹۴۷ھ میں بھاکا زبان میں اپنی بے نظیر کتاب "پدماوت" شیرشاہ کے نام پر لکھی، اس میں بادشاہ کی تعریف اس بیت سے شروع کی ہے -

شیرشاہ دہلوی سلطانوی ۔۔۔ چار ہند کھنڈ تپتے جس بھانوں

ترجمہ: شیرشاہ دہلی کا بادشاہ ہے (اور اس کے نام سے) چار دانگ عالم مہر عالم تاب کی مانند روشن ہے -

شیرشاہ اکثر کہا کرتا تھا کہ "بادشاہ کو لازم ہے کہ وہ علماء اور فضلاء کی مدد معاش مقرر کرے - کیونکہ ہندوستان کے شہروں کی رونق اور آبادی ان ہی لوگوں سے ہے جو طالب اور مسافر بادشاہ تک نہیں پہنچ سکتے وہ ان سے فیض پاتے اور فائدہ اٹھاتے ہیں - ان سے حکمت و دین کے علوم کی رونق ہوتی ہے -

شیرشاہ فرصت کا وقت علماء کی صحبت میں گزارتا تھا اور اکثر ان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا کرتا تھا - اس نے نارنول (ضلع پٹیالہ) میں ایک شاندار دارالعلوم قائم کیا جو "شیرشاہی مدرسہ" کے نام سے مشہور ہے - یہاں طلباء کو شاہی خزانہ سے وظیفے ملتے تھے - اس سلسلہ کا ایک کتبہ اب تک موجود ہے جس میں مدرسہ کی تعمیر کی تاریخ ۹۲۷ھ (مطابق ۱۵۲۰ء) کندہ ہے -

نارنول، حصار اور جے پور کے درمیانی ریلوے اسٹیشن باول سے ۳۲ میل جانب مغرب

میں واقع ہے۔ یہ دانش گاہ شہر کی عظیم الشان عمارتوں میں سے ایک تیار کی گئی تھی۔ یہاں شیر شاہ کے پردادا حسن سوری کا مقبرہ بھی واقع ہے۔ اسے شیر شاہ نے ایک لاکھ روپے کے صرفہ سے تعمیر کیا تھا۔

نہ صرف مسلمانوں میں بلکہ ہندو رعایا میں بھی تعلیم سے دلچسپی پیدا کرنے اور اسکی اشاعت کی غرض سے شیر شاہ نے انہیں جاگیریں عطا کی تھیں، چنانچہ ڈاکٹر راجندر پرشاد تحریر فرماتے ہیں کہ:

"شیر شاہ نے ہندو رعایا کی تعلیم کے لئے جاگیریں وقف کیں، ان کا انتظام خود ہندو ہی خود آزادانہ طور پر کرتے تھے۔ شیر شاہ اپنی رواداری کی وجہ سے ہر فرقہ میں مقبول تھا"

ایشوری پرشاد لکھتے ہیں:

"شیر شاہ اپنی ہندو رعایا میں تعلیم سے دلچسپی پیدا کرنے کے لئے اوقاف کئے تھے اور ان کا انتظام ان ہی پر چھوڑ دیا تھا۔ اس قسم کی فیاضانہ پالیسی نے اسے اپنی ہر مذہب وملت کی رعایا میں ہر دلعزیز بنا دیا تھا"

شیر شاہ کے عہد حکومت میں بہت سے ہندوؤں نے فارسی پڑھ پڑھ کر دکن کی طرح شمالی ہندوستان میں بھی دفاتر سرکاری میں نوکریاں حاصل کیں۔ راجہ ٹوڈرمل شیر شاہ ہی کا تربیت یافتہ تھا، اور اس کے محکمۂ مال گذاری کا دیوان تھا۔ اس نے فارسی سیکھی اور دربار تک رسائی پائی۔ شیر شاہی کاروبار درہم برہم ہو جانے کے بعد وہ اکبری نورتن میں شامل ہوا۔

شیر شاہ کی مرکزی حکومت میں تقریباً ایک درجن کاتب اس کا ہاتھ بٹاتے تھے اور اس کے حکموں کو نافذ کرتے تھے۔ عنانِ حکومت کو اس نے اپنے ہاتھ میں رکھا اور کبھی کوئی کمزوری نہ آنے دی۔ قاضیوں کی تعداد سارے ملک میں ہزاروں تک پہنچتی تھی۔ ۹۰ صدر قاضی بھی تھے۔ ڈاک کی چوکی پر کافی دھیان تھا۔ اور اس کا اچھا انتظام تھا۔ شاہی باورچی خانہ علماء، فضلاء فقراء محتاجوں کے لئے کھلا رہتا تھا۔

شیر شاہ کے موجودہ زمانے کے مورخ ڈاکٹر قانون گو نے ایک جگہ لکھا ہے کہ ابوالفضل کی حیرت انگیز ادبی صلاحیتوں اور کوششوں نے جو عظیم الشان خسروی عمارت کھڑی کردی ہے اس سے دنیا کو مغالطہ ہوا کہ اس کا واحد معمار اس کا اپنا ولی نعمت وآقا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ اکبر اعظم کے انتظامات سلطنت میں شیر شاہی کارناموں کا بڑا دخل ہے۔

ڈاکٹر ترپاٹھی نے خیال کیا ہے کہ نظم ونسق قانون امن وامان معموری مملکت اور امور رفاہ عام کے اجراء میں شیر شاہ کی حیثیت ایک مصلح کی تھی نہ کہ مخترع کی۔

مسٹر ڈبلیو کروکس کا بیان ہے کہ " شیر شاہ پہلا شخص تھا جس نے ایک سلطنت قائم کرنے کی کوشش کی جو رعایا کی مرضی پر مبنی ہو" مسٹر کین نے لکھا ہے کہ : " کسی حکومت حتیٰ کہ برطانیہ نے بھی اس پٹھان کی سی دانشمندی کا اظہار نہیں کیا"

شیر شاہ کو یہ ملال رہا کہ یہ سلطنت اُسے ضعیفی میں ملی ، وہ کہا کرتا تھا کہ اگر زمانہ میرے ساتھ موافقت کرتا تو میں خلیفۃ المسلمین کو یہ تجویز پیش کرتا کہ وہ فارس پر اُدھر سے یلغار کرے اور میں ادھر سے تاکہ اُن اوباشوں کو ملیامیٹ کر دیا جائے جو حاجیوں پر حملہ کر کے ان کا اسباب لوٹ لیتے ہیں ۔ اور ہم دونوں مل کر مکہ معظمہ کے لئے ایک ایسی شاہ راہ بنواتے جو ان رہزنوں کے خطرات سے محفوظ ہوتی ، مگر اس کے مسودات مکمل ہونے سے پہلے موت نے اسے سلا دیا ۔

شیر شاہ نے سید رفیع الدین محدث سے اپنا یہ ارادہ ظاہر کرنے کے بعد کہا تھا کہ وہ اس مہم کے لئے انہیں اپنا وکیل بنا کر شاہ روم کے پاس سفارت دے کر روانہ کرے گا ۔ شیر شاہ پچاس جہاز کے دو بیڑے تیار کرانا چاہتا تھا ، تاکہ ان میں ہندوستان سے مکہ معظمہ جانے والے عازمین حج کے کام میں لایا جا سکے ۔

شیر شاہ کی بنائی ہوئی سڑکیں اور ہر دو کوس کے فاصلہ پر پختہ سرائیں بہت مشہور ہیں ، اور ان میں سے بعض کے آثار اب تک موجود ہیں ۔ اس نے دہلی کے قلعے میں مسجد بنوائی جو اب تک اچھی حالت میں ہے ۔ یہ مسجد دورِ افغانی کی آخری عمارتوں میں بڑے پایہ کی عمارت ہے ، اس کے قریب برج کی شکل کا " شیر منڈل " بنوایا ۔ شیر منڈل ہشت پہلو دو منزلہ عمارت ہے جس کے اوپر ایک برجی بنی ہوئی ہے ۔

ایڈورڈ گبرٹ لکھتا ہے کہ : " بہت کم لوگوں نے پانچ سال کی قلیل مدت میں اتنے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہوں گے جتنے کہ اس لائق اور فرض شناس انسان نے انجام دئیے ۔"

شیر شاہ کالنجر کے قلعے کے محاصرے کے دوران بارود میں آگ لگ جانے سے بری طرح جھلس گیا ۔ اور قلعہ کی فتح کی خبر کے بعد ۲۲ مئی ۱۵۴۵ء کو جان جان آفرین کے سپرد کی ۔

شیر شاہ کے عظیم کارناموں کو دیکھتے ہوئے یہ دعویٰ کرنا مبالغہ نہیں کہ ہندو پاکستان کے مسلم حکمرانوں میں اس کا مرتبہ بہت بلند ہے اور چند فرمانرواؤں کو چھوڑ کر برِ عظیم کی تاریخ میں اس کا مثل نہیں ملے گا ۔ اقبالؒ کا یہ شعر اس پر سب سے زیادہ صادق آتا ہے ؎

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے　　بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

شیر شاہ کا بیٹا جلال خان ۱۵ ربیع الاول ۹۵۲ھ کو "سلیم شاہ" کے لقب سے تخت نشین ہوا۔ اپنے باپ کی طرح سلیم شاہ کو بھی علم کا ذوق تھا۔ وہ فی البدیہہ اشعار کہہ سکتا تھا۔ وہ علماء سے جن میں ممتاز ابوالحسن کمبوہ اور مخدوم الملک عبداللہ سلطان پوری ہیں۔ اکثر ملاقات کرتا تھا۔ (تاریخ بجاں جہاں قلمی نسخہ ایشیاٹک سوسائٹی) شیخ علائی اس زمانہ کے مشہور فاضل شخص تھے۔

بدایونی کے بیان کے مطابق وہ اس مقولے پر عمل کرتا تھا: "محنت اور تندہی کیساتھ متواتر تحصیل علم میں لگا رہنا ضروری ہے۔ دن میں بحث و مباحثہ کے ذریعہ علم میں اضافہ کرے اور رات کو مزاولت کتب کے ذریعہ"

بدایونی کے بیان کے مطابق سلیم شاہ کو شعر و شاعری کا بڑا ذوق تھا۔ اسے ہر قسم کے بکثرت اشعار یاد تھے۔ اکثر نعمت اللہ اشعری سے شعر و سخن پر مباحثہ کرتا تھا۔ سمجھ بوجھ کے لحاظ سے نہایت ذہین تھا۔ اکثر لطیفے کہا کرتا تھا اور دوسروں کے لطیفے سن کر بہت محظوظ ہوتا تھا۔ علماء و صلحاء سے بھی عقیدت رکھتا تھا۔

صاحب نزہۃ الخواطر مولانا عبدالحئی حسنیؒ کہتے ہیں کہ شہروں کی تاسیس، زراعت کی بہتات عوام کی خوش حالی، رعیت کے ساتھ حسن سلوک اور مساجد میں مسلمانوں کے ساتھ ادائے نماز میں سلیم شاہ اپنے باپ کا مثنیٰ تھا۔ علماء کا احترام کرتا، ان کی مالی اعانت سے عزت حاصل کرتا اور وقت بے وقت ان کے ساتھ علمی مذاکرات میں دلچسپی لیتا۔ نشہ آور اشیاء سے اسے رغبت نہ تھی۔ اس نے اپنے لشکریوں کے لئے بعض ایسے قوانین وضع کئے جو اپنے والد کے قوانین میں اضافہ تھے۔ ہر پچاس فوجیوں پر ایک ایسا سردار مقرر کیا جو فارسی جانتا ہو اور اس کے ساتھ ہی ایک منشی ہندی جاننے والا مقرر کیا۔ اسی طرح ہر لشکر میں دو قاضی مقرر کئے۔ ایک ہندوستانی اور ایک افغانی۔"

منتخب التواریخ میں تحریر ہے کہ "سلیم شاہ نے ہر سرکار میں حکم نامے جاری کئے، ان میں دینی دنیاوی، جزوی، کلی، مالی اور ملکی تمام معاملات کے متعلق قوانین درج تھے، اور ان طریقوں کی وضاحت تھی، جن کے مطابق فوج و رعیت اور تاجروں کو معاملات کرنا چاہیئے۔ حکام کے لئے تفصیلی لائحہ عمل درج تھا جس میں تمام امور کے بارے میں قوانین لکھ دئے گئے تھے۔ یہ لائحہ عمل اتنا مکمل تھا کہ اس کے بعد حکام کو بہت کم ضرورت پڑتی تھی کہ وہ کسی معاملہ میں قاضی یا مفتی سے دریافت کریں۔"

مخدوم الملک شیخ عبداللہ سلطان پوری سلیم شاہ کے عہد میں مذہبی امور کے صدر الصدور تھے۔